ملت، ملت کا فرق

شعائر اسلام کی دین میں اہمیت ہے یعنی وہ چیزیں یا باتیں جس سے غیر مسلموں کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ مسلم ہیں

ایک ملت اسلامیہ ہے ایک ملت یہود ہے ایک ملت نصاری ہے ایک ملت کفر ہے- قرآن میں ہے کہ یہودی و نصرانی راضی نہ ہوں گے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملت پر نہیں چلتے

ایک مسلمان دوسرے مذہب سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ ان سب کا معاشرتی لباس و انداز رہن سہن ایک ہو- مثلا ایک عرب یہودی کی بھی داڑھی ہے اور ایک مسلمان کی بھی ہے- ان دونوں کا لباس ایک جیسا ہے- یعنی کلچر ایک ہے اگرچہ ملت الگ ہے- اس سادہ بات کو لوگوں نے گنجلک بنا کر کچھ سے کچھ بنا دیا ہے- پھر اس طرح یہ غیر عرب _ مغربی و چینی کلچر کی ہر چیز کو حرام قرار دے دیتے ہیں – کوٹ، پتلون شرٹ غیر اسلامی قرار دے دیے جاتے ہیں اور جبہ اور واسکٹ اسلامی سمجھے جانے لگ جاتے ہیں- داڑھی کو بھی ان لوگوں نے اسی طرح ملت و سنت سمجھا ہے جبکہ اس کا تعلق اس سے نہیں تھا

جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی

یہاں تک بات پہنچی کہ حدیث حسن سے حلال و حرام کے فیصلے ہونے لگے مثلا ایک حدیث بہت پیش کی جاتی ہے [1]

[1] دیگر اسناد ہیں
بُعثتُ بالسَّيفِ حتَّى يُعبَدَ اللَّهُ لا شريكَ لَهُ وجُعلَ رِزقي تحتَ ظلِّ رُمحي وجُعلَ الذِّلَّةُ والصَّغارُ على من خالفَ أمري ومن تشبَّهَ بقومٍ فَهوَ منهُم

الراوي:عبدالله بن عمرالمحدث:أحمد شاكر المصدر:مسند أحمد الجزء أو الصفحة:121/7 حكم المحدث:إسناده صحيح

بُعثتُ بين يديْ الساعة بالسيف حتى يُعبدَ اللهُ وحدَه لا شريكٌ له وجعلَ رِزقي تحتَ ظلِ رُمْحي وجعلَ الذلةَ والصغارَ على من خالفَ أمري ومن تشبه بقومٍفهو منهمْ

الراوي:عبدالله بن عمرالمحدث:أحمد شاكر المصدر:مسند أحمد الجزء أو الصفحة:122/7 حكم المحدث:إسناده صحيح

بُعثتُ بين يدي السَّاعة بالسَّيف حتَّى يُعبَدَ اللهُ وحدَه ، لا شريكَ له ، وجُعل رزقي تحت ظلِّ رُمحي ، وجُعل الذُّلُّ والصَّغارُ على من خالف أمري ، ومنتشبه بقومٍ فهو منهم

الراوي:عبدالله بن عمرالمحدث:الذهبي المصدر:سير أعلام النبلاء الجزء أو الصفحة:509/15حكم المحدث:إسناده صحيح

بُعثتُ بين يديِ الساعة بالسَّيف حتى يُعبدَ اللهُ وحدَه لا شريك له وجُعلَ رِزْقي تحت ظلِّ رُمحي وجُعلَ الذُّلُّ والصَّغارُ على منْ خالف أمري ومن تشبّه بقومِفهو منهم

الراوي:عبدالله بن عمرالمحدث:الألباني المصدر:إرواء الغليل الجزء أو الصفحة:109/5حكم المحدث:إسناده حسن

بُعِثْتُ بين يَدَي الساعة بالسيف ، حتى يُعْبَدَ اللهُ وحدَه لا شريكَ له ، وجُعلَ رزْقي تحتَ ظلِّ رُمْحي ، وجُعلَ الذِّلَّةُ والصَّغارُ على مَن خالف أمرِي ، ومَنتَشَبَّهَ بقومٍ فهو منهم .

الراوي:عبدالله بن عمرالمحدث:الألباني المصدر:جلباب المرأة الجزء أو الصفحة:204 حكم المحدث:إسناده حسن

مسند احمد میں ابن عمر سے مروی ہے
بُعثتُ بينَ يدَيِ الساعةِ بالسيفِ حتى يُعبدَ اللهُ وحدَه لا شريكَ له وجُعِل رزقي تحتَ ظلِّ رمحي وجُعِل الذُّلُّ والصغارُ على مَن خالف أمري ومن تشبَّهَ بقومٍ فهو منهم

مجھ کو قیامت سے قبل تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہاں تک کہ لوگ اللہ واحد بلا شریک غیرہ کی عبادت کریں . ... جس نے جس قوم کی شباہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے

اس کی سند صحیح نہیں ہے شعیب الأرنؤوط نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے، البانی نے بھی اس کو صحیح نہیں حسن کہا ہے جبکہ اس روایت کو بنیاد پر چیزوں کو حرام کہا جاتا ہے حسن روایت پر عقائد اور حلال و حرام کا فیصلہ نہیں ہوتا - روایت وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ؛ فَهُوَ مِنْهُمْ جس نے کسی قوم کی مشابہت لی وہ انہی میں سے ہے، یہ روایت صحیح بخاری و مسلم میں نہیں اور اس کی ایک بھی سند صحیح نہیں ہے

امام احمد کے استاد امام دحیم کہتے ہیں هَذَا الحديثُ ليسَ بشيء یہ حدیث کوئی چیز نہیں
اس میں محدثین عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ پر جرح کرتے ہیں
اس کی ایک منفرد سند مسند البزار میں ہے جس میں علی بن غراب ہے جو ضعیف ہے اس کے علاوہ ہشام بن حسان بصری ہے جو ضعیف ہے اور ابن سیرین سے روایت کرتا ہے - لہذا اس روایت کی ایک بھی سند مناسب نہیں

البتہ لوگوں نے اس منکر روایت سے بدعات کارد، دار کفر کی بحث وغیرہ وغیرہ، پتا نہیں کیا کچھ نکال لیا ہے جس ان کا بندہ ایجاد فلسفہ تشبّہ بالکفار کہنا بے جا نہ ہو گا

دار الکفر کا غیر شرعی تصور

اللہ تعالی نے تمام زمین کو اللہ کی ملکیت قرار دیا ہے لہذا حقیقت میں میں دار الکفر اور دار اسلام کا کوئی تصور شریعت میں نہیں ہے - کتب حدیث میں دار الکفر کی اصطلاح موجود نہیں ہے - چوتھی صدی میں دار الکفر اصطلاح کتب میں بحثوں میں نظر آنا شروع ہوئی وہ بھی حربی ممالک (جن سے اعلانیہ جنگ کی جا رہی ہو) ان کے لئے استعمال ہوتی تھی –ان حربی کفار سے معاہدوں کے

بعد اس اصطلاح کو انہی ممالک پر لاگو نہیں کیا گیا- صحیح مسلم اور صحیح ابن حبان کے ابواب میں دار الکفر کے الفاظ موجود ہیں لیکن یہ اصطلاح بہت بعد کی ہے، صحیح مسلم کے ابواب امام النووی نے قائم کیے ہیں- دین میں دار الکفر میں جانا وہاں اقام پذیر ہونے میں کوئی قباحت نہیں تھی - مسلمان مہاجرین، حبشہ میں رکے جبکہ وہ دار الکفر تھا، جس سے ظاہر ہے کہ دار الکفر سے مراد وہ مقامات لئے جاتے تھے جن سے جنگ کی جا رہی ہو- اس تناظر میں صلیبی نصرانی علاقے یقینا دار الکفر تھے، وہاں رہنا مسلمان کی جان کو خطرہ میں ڈال سکتا تھا-

دار الکفر میں دیت آدھی؟

مسلمان کوچ کر کے کہیں اور نہ جائیں کے قائل راویوں نے بیان کیا کہ مسلمان کی دیت آدھی ہو جاتی ہے- سنن ابی داود میں ہے

حدَّثنا هنادُ بن السَّرِي، حدَّثنا أبو مُعاويةَ، عن إسماعيلَ، عن قيس عن جريرِ بن عبد الله، قال: بعثَ رسولُ الله -صلَّى الله عليه وسلم- سريةً إلى خَثْعَمٍ، فاعتصم ناسٌ منهم بالسجود، فأسرع فيهم القتل، قال: فبلغَ ذلك النبي -صلَّى الله عليه وسلم- فأمر لهم بنصفِ العقلِ. وقال: "أنا بريء من كل مُسلم يقيم بين أظْهرِ المشركين" قالوا: يا رسول الله، لم؟ قال: " لا تَرَاءَى نارَاهما قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «رَوَاهُ هُشَيْمٌ، وَمَعْمَرٌ، وَخَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ، وَجَمَاعَةٌ لَمْ يَذْكُرُوا جَرِيرًا»

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خثعم کی جانب ایک سریہ بھیجا تو ان کے کچھ لوگوں نے سجدہ کر کے بچنا چاہا پھر بھی لوگوں نے انہیں قتل کرنے میں جلد بازی کی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے ان کے لیے نصف دیت کا حکم دیا اور فرمایا: ”میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہتا ہے“، لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دونوں کی (یعنی اسلام اور کفر کی) آگ ایک ساتھ نہیں رہ سکتی “

۔ابوداؤد کہتے ہیں: اسے ہشیم، معمر، خالد واسطی اور ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور ان لوگوں نے جریر کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ترمذی کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ جَرِيرٍ وَهَذَا أَصَحُّ. وَفِي البَابِ عَنْ سَمُرَةَ.: وَأَكْثَرُ أَصْحَابِ إِسْمَاعِيلَ قَالُوا: عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ جَرِيرٍ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ الحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: الصَّحِيحُ حَدِيثُ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ ,

(ت) 1605

المعجم الكبیر از الطبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنْبَاعِ رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، ثنا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مِقْلَاصٍ، ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، ثنا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى نَاسٍ مِنْ خَثْعَمٍ فَاعْتَصَمُوا بِالسُّجُودِ، فَقَتَلَهُمْ فَوَدَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنِصْفِ الدِّيَةِ، ثُمَّ قَالَ: «أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ أَقَامَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ، لَا تَرَاءَى نَارَاهُمَا

سنن نسائی کی سند ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنْ إِسْمَعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً إِلَى قَوْمٍ مِنْ خَثْعَمَ، فَاسْتَعْصَمُوا بِالسُّجُودِ، فَقُتِلُوا فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ: «إِنِّي بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ مَعَ مُشْرِكٍ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا لَا تَرَاءَى نَارَاهُمَا»

اس کو قیس بن ابی حازم جو مختلط ہو گیا تھا اس نے کبھی مرسل روایت کیا ہے کبھی اس کو جریر بن عبد اللہ کی حدیث اور کبھی خالد بن الولید کی حدیث کہتا ہے اس روایت کو ابن علیہ نے قیس بن ابی حازم سے سنا ہے اور یہی شخص ام المومنین پر حواب کے کتے والی روایت لگاتا ہے اور کہتا ہے، مروان نے زبیر رضی اللہ عنہ کا قتل کیا - اس کی دماغی حالت صحیح نہیں تھی-

روایت کے الفاظ مبہم ہیں کہ وہ لوگ سجدہ کر کے بچ رہے تھے لیکن پھر بھی خالد نے قتل کر دیا دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دیت نصف کر دی- یہ منکر روایت ہے

بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ح وحَدَّثَنِي نُعَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا: أَسْلَمْنَا، فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: صَبَأْنَا صَبَأْنَا، فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ، وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ [ص:161]، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لاَ أَقْتُلُ أَسِيرِي، وَلاَ يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَاهُ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ»

یہاں خالد نے پھر جلد بازی میں قتل کر دیا رسول اللہ نے الٹا خالد کے عمل سے برات کا اظہار کیا

یہ روایت ثابت نہیں ہے –

ٹیٹو بنوانا

ابلیس نے اللہ کو کہا تھا

وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ

میں انکو حکم دوں گا اور یہ اللہ کی خلقت کو بدل ڈالیں گے

سورہ النساء ۱۱۹

ٹیٹو راقم کے علم کے مطابق جنات سے پناہ کے لئے جسم پر بنائے جاتے ہیں کہ جیسے ہی وہ پاس آئیں ان مذکورہ نشانات کو دیکھ کر سمجھ جائیں یہ ان کے لئے نشان ہوتے ہیں- راقم کے علم میں آیا ہے کہ یہود میں ایسا جسم جس پر ٹیٹو ہو اس کو یہودی قبرستان میں دفن نہیں کیا جاتا- اس کا مطلب ہے کہ ابراہیمی ادیان میں ٹیٹو کا مطلب صحیح نہیں ہے

ٹیٹو (عربی مین الوشم) ایک تصویری تعویذ ہے جو جسم پر بنایا جاتا ہے- مشرک اقوام میں خاص طور پر افریقہ، جنوبی امریکہ کے علاقوں میں- عربوں میں اس کا استعمال خوبصورتی کے لئے ہوتا تھا جو عورتیں کرتی تھیں- حدیث میں گودنے اور گدوانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے -

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الكَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِ، وَنَهَى عَنِ الوَاشِمَةِ وَالمَوْشُومَةِ صحيح البخاری
یہ تخلیق کو بدلنا ہے

مصنف عبد الرزاق کی روایۃ ہے
«عَبْدُ الرَّزَّاقِ، 5102 – عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الْوَشْمِ؟ فَقَالَ: «مِنْ زِيِّ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ
معمر نے الزہری نے پوچھا یہ ٹیٹو کیا ہے؟ بولے جاہلیت کا فیشن

غریب الحدیث قاسم بن سلام کے مطابق الوشم فِي الْيَد ٹیٹو ہاتھ پر بنایا جاتا تھا

النہایہ ابن اثیر کے مطابق قَالَ نافِع:الوَشْم فِي اللِّثَة نافع کا قول ہے کہ ٹیٹو مسوڑوں پر ہوتا

اس قسم کی مشابہت حرام ہے

داڑھی کیا صرف مسلمان رکھتے ہیں؟

ابن عمر کی روایت ہے

«ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَعْفُوا اللِّحَى، وَحُفُّوا الشَّوَارِبَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داڑھی کو معاف کرو اور موچھوں کو تراشو

أَعْفُوا کا لفظ معاف کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی داڑھی کو بڑھالو۔ اس کی تہذیب نہ کرنے کی اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے

لوگوں نے اس روایت میں شدت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے کہ جو داڑھی کو تراشے وہ غلط ہے جبکہ یہی صحابی اس کی تراش خراش کرتے ہیں

عن نافع كان ابن عمر رضى الله عنهما اذا حج او اعتمر قبض على لحتيه فما فضل اخذه۔ (صحیح بخاری: ج 2 ص 875)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرلیتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑتے اور زائد بالوں کو کاٹ دیتے۔

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ایک علت کی بناپر تھا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ مونچھیں کٹاؤ۔ صحیح مسلم میں ہے مونچھیں کٹواؤ، داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ جب عرب میں مشرکین کا مذھب معدوم ہوا اور ان کا دین مقبولیت کھو بیٹھا، لوگ اسلام میں فوج در فوج داخل ہو گئے تو خود بخود یہ حکم وقتی حکم میں بدل گیا—اب مجوس بھی اتنی تعداد میں نہیں کہ کسی کو اشتباہ ہو کہ یہ شخص مجوسی ہے یا مشرک ہے۔ تاریخ طبری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا ابن حميد، قال: حَدَّثَنَا سلمة، عن محمد بن إسحاق، عن عبد الله بن أَبِي بَكْرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، [أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حُذَافَةَ قَدِمَ بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ ص عَلَى كِسْرَى

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حُذَافَۃَ رسول اللہ کا مکتوب لے کر کسری کے پاس گئے ...جب کسری کے ایلچی آئے تو

ودخلا على رسول الله ص وَقَدْ حَلَقَا لِحَاهُمَا، وَأَعْفَيَا شَوَارِبَهُمَا، فَكَرِهَ النَّظَرَ إليهما، ثم أَقْبَلَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ: وَيْلَكُمَا! مَنْ أَمَرَكُمَا بِهَذَا؟ قَالا: أَمَرَنَا بِهَذَا رَبُّنَا– يَعْنِيَانِ كِسْرَى– فَقَالَ رسول الله: لَكِنَّ رَبِّي قَدْ أَمَرَنِي بِإِعْفَاءِ لِحْيَتِي وَقَصِّ شَارِبِي

رسول اللہ کے پاس اس صورت میں آئے کہ ان کی داڑھیاں مونڈی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں۔ آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھنا پسند نہ فرمایا۔ پھر فرمایا: تم دونوں کے لیے بربادی ہو۔ تمھیں کس نے اس کا حکم دیا ہے؟ دونوں نے جواب دیا کہ ہمارے رب یعنی کسریٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے اپنی داڑھی کو چھوڑنے کا (معاف کرنے کا) اور مونچھوں کو کاٹنے کا حکم دیا ہے۔

اس کی سند میں محمد بن اسحٰق مدلس ہے جو عن سے روایت کر رہا ہے لہذا سند ضعیف ہے - مجوس میں کسری بادشاہ تھا، رب نہ تھا لہذا اس میں تاریخی غلطی ہے - دوم عرب میں تمام مشرک بھی داڑھی مونچھ والے نہیں تھے لہذا اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ موڑنے کا ذکر ایک عجیب قول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجُوسِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَحَلَقَ لِحْيَتَهُ، وَأَطَالَ شَارِبَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا هَذَا؟» قَالَ: هَذَا فِي دِينِنَا، قَالَ: «فِي دِينِنَا أَنْ نَجُزَّ الشَّارِبَ، وَأَنْ نُعْفِيَ اللِّحْيَةَ»

مجوس کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس کی داڑھی مونڈھی ہوئی تھی اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں آپ نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے۔ اس نے کہا یہی ہمارا دین ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا لیکن ہمارے دین میں یہ حکم ہے کہ ہم اپنی مونچھیں کم کریں اور داڑھی بڑھائیں

اس کی سند منقطع ہے عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ صحابی نہیں ہے

قابل غور ہے کہ عرب کے یہودی احبار کا بھی یہی عمل ہو گا کہ داڑھی کو چھوڑ دو کیونکہ یہود میں بھی داڑھی کو چھوڑنے کا حکم ہے

اس تناظر میں اس کو عرب میں ابراہیمی ادیان کی ایک سنت کہا جا سکتا ہے جس میں یہود و مسلم برابر ہیں دونوں داڑھی نہیں کاٹتے تھے

دین میں بعض احکام کی نوعیت سمبل کی تھی یعنی ایک نشانی جس سے لوگوں کو معلوم ہو کہ مومن و مسلم ہے مشرک یا مجوسی نہیں

آج آپ کریں تو ثواب اللہ نے چاہا تو ملے گا لیکن اگر کوئی نہیں کرتا تو اس کو برا نہیں کہہ سکتے- یہ راقم کی رائے ہے بہت سے علماء اس سے الگ رائے رکھتے ہیں اپ بھی ہم سے اختلاف کر سکتے ہیں

کتاب لاوی توریت باب ۱۹ آیت ۲۷ میں ہے

تم اپنے ماتھے اور قلم کے بیچ کے بالوں کو نہیں کاٹو گے اور داڑھی کے کنارے کو نہیں تراشو گے

عرب میں مجوس بہت زیادہ نہیں تھے اغلباً صحیح مسلم کی روایت میں راوی کی غلطی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو اور سندیں ہیں ان میں مجوس کا لفظ نہیں مشرکین کا ہے- صحیح مسلم کی سند ہے

حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ، مَوْلَى الْحُرَقَةِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ" , (م) 55 – (260)

مجوس مخالفت بولنے میں العلاء بن عبد الرحمن بن يعقوب الحُرَقِي کا تفرد ہے ابن معین کہتے ہیں : ليس حديثه بحجة یہ حجت نہیں ہے

قرون ثلاثہ میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں جب لوگوں پر فیصلہ جاری کیا گیا کہ وحلق رأسه ولحيته اس کا سر و داڑھی مونڈھ دی جائے- ایسا رَبِيْعَةُ الرَّأْيِ بنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَرُّوْخٍ التَّيْمِيُّ ، عَطِيَّةُ بْنُ سَعْدِبْنِ جُنَادَةَ، سعيد ابن المسيّب کے ساتھ کیا گیا اور فتوی دینے والوں پر کسی نے جرح بھی نہیں کی کہ داڑھی سنت سے وغیرہ کیونکہ یہ محض مردانہ وقار کی بات تھی

مولود نبی کا تہوار

اقتضاءُ الصراطِ المستقيم، مخالفةَ أصحابِ الجحيم کے مصنف ابن تیمیہ اپنی مخصوص دمشقی موشگافیوں کے لئے پوری دنیا میں مشہور ہوئے۔ موصوف کے نزدیک جو دمشق میں ہوتا ہو وہی اصل اسلام تھا اور اس سے باہر سب دار الحرب تھا۔ تاتاری مسلمان بھی ان کے نزدیک کافر تھے۔ موصوف نے قلم اٹھایا اور لکھا کہ دیں میں کس طرح ہم غیر مسلموں سے الگ نظر آئیں۔ لکھتے لکھتے وہ لکھ گئے

وكذلك ما يحدثه بعض الناس، إما مضاهاة للنصارى في ميلاد عيسى عليه السلام، وإما محبة للنبي صلى الله عليه وسلم، وتعظيمًا. والله قد يثيبهم على هذه المحبة والاجتهاد، لا على البدع- من اتخاذ مولد النبي صلى الله عليه وسلم عيدًا.

اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کے موقع پر لوگ جو خوشیاں مناتے ہیں عسائیوں سے مشابہت میں کہ جس طرح وہ عیسیٰ کا یوم پیدائش مناتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم میں، تو اللہ کی قسم بے شک ان کو محبت و اجتہاد پر اجر ہو گا نہ کہ بدعت کا کہ انہوں نے رسول اللہ کے مولد کو عید کے طور پر اختیار کیا

شرم کا مقام ہے کہ ابن تیمیہ جو کتاب میں جگہ جگہ عیسائیوں پر شریعت میں اضافہ تنقید کر رہے ہیں ان کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں اتا اسی کتاب میں ابن تیمیہ اپنے الفاظ کی وضاحت لکھتے ہیں

فتعظيم المولد، واتخاذه موسمًا، قد يفعله بعض الناس، ويكون له فيه أجر عظيم لحسن قصده، وتعظيمه لرسول الله صلى الله عليه وسلم

پس میلاد رسول اللہ کی تعظیم اور اس کو بطور تہوار اختیار کرنا جیسا بعض لوگ کرتے ہیں تو اس میں ان کے لئے اجر عظیم ہے کیونکہ ان کا ارادہ اچھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے

کہا گیا ہے کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھا دیا اور یہاں تو ایک مکمل بدعت کو ہی مشروع کر دیا گیا ہے

معلوم ہوا اٹھویں صدی تک بدعت کی اتنی کثرت تھی کہ نام نہاد سلف کے متبعین میں بھی صحیح اور غلط کی تمیز مٹ چکی تھی اور تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مد میں اس کو جائز کر دیا گیا تھا

کتاب اقتضاء الصراط المستقیم پر مقدمہ لکھنے والے وہابی عالم شیخ ناصر العقل لکھتے ہیں

تہوار بھی شریعت کا حصہ ہیں، جس طرح قبلہ، نماز، روزہ وغیرہ ہیں، اور تہواروں کو صرف عادات نہیں کہا جا سکتا، بلکہ تہواروں کے بارے میں کفار کیساتھ مشابہت اور انکی تقلید زیادہ خطرناک معاملہ ہے، اسی طرح اللہ کے مقرر کردہ تہواروں سے ہٹ کر خود ساختہ تہوار منانا، "حکم بغیر ما انزل اللہ" کے زمرے میں شامل ہے، بغیر علم کے اللہ کی طرف کسی بات کی نسبت کرنے، اس پر بہتان باندھنے، اور دینِ الہی میں بدعت شامل کرنے کے مترادف ہے

یعنی وہابی حضرات اپنی بات ابن تیمیہ کے منہ میں ڈال کر تلبیس کے مرتکب ہو رہے ہیں کیا دین میں فراڈ کرنا جھوٹ بولنا تلبیس کرنا منع نہیں ہے جو ابن تیمیہ کی بات میں قطع و برید کر کے کچھ کا کچھ کر دیا ہے بلکہ ان کو اس تہوار کا مخالف کہہ کر جگہ جگہ عید میلاد کے خلاف ان سے منسوب اقوال نقل کر دے ہیں جبکہ کتاب کے آخر میں وہ عید میلاد مشروع کر کے مرے

ملت اسلامیہ صرف وہ اجزاء ہیں جو دوسرے ادیان میں نہ ہوں- کلچر ملت کا حصہ نہیں ہے- مثلا نصرانی پیتسمہ دیتے ہیں ان کے علاوہ کوئی اور نہیں کرتا–نصرانی صلیب لٹکاتے ہیں اور ادیان نہیں کرتے- شعار اسلام میں وہ چیزیں ہیں جو دیگر ادیان میں نہیں ہیں مثلا اذان دینا، عورتوں کا جلباب لینا، عید پر قربانی کرنا وغیرہ - مغرب میں ایک ایمان قبول کرنے والا نصرانی اپنے لباس و حلال کھانے کے ساتھ رہ سکتا ہے ضروری نہیں کہ وہ مشرق وسطی یا برصغیر کا لباس پہنے-

کومن گراؤنڈ : معروف

معاشرہ میں رائج بعض روایات جن کو قبولیت عامہ مل چکی ہو اور وہ کسی نص شرعی سے متصادم نہ ہوں ان کو **معروف** کہا جاتا ہے- قرآن میں اس کا ذکر ہے نکاح وغیرہ کے معاملات میں جو معروف چلا آ رہا ہے اسی پر عمل کرو- اب جو معاشرہ میں چلا آ رہا تھا وہ صرف جاہلی کلچر نہیں تھا، ابراہیم و اسماعیل کی سنت بھی تھی مثلا حج، حج میں خرید و فروخت- قرآن میں ہے

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِـعَ لَـهُمْ

تاکہ اپنے فائدوں کے لیے آموجود ہوں

حج میں لوگ جمع ہوں گے ، مویشی قربانی و غذا کے لئے درکار ہوں گے - مختلف علاقوں کی مصنوعات بکیں گی - بازار میں دعوت و تبلیغ ہو گی وغیرہ یعنی معاشرتی و دینی فوائد حاصل ہوں گے - اسی طرح ختنہ کا رواج بھی مشرکوں میں موجود تھا-

معروف سے متعلق آیات ہیں

البقرة﴿ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ ﴿٢٤٠

البقرة﴿ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى ﴿٢٦٣

النساء﴿ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ ﴿١١٤

محمد﴿ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ ﴿٢١

الممتحنة﴿ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ﴿١٢

البقرة﴿ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٨٩

البقرة﴿ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ﴿١٤٦

البقرة﴿ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ﴿١٤٦

البقرة﴿ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ﴿١٧٨

البقرة﴿ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ﴿١٨٠

البقرة﴿ مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ ﴿١٩٨

البقرة﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴿٢٢٨

البقرة﴿ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ﴿٢٢٩

البقرة﴿ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ﴿٢٣١

البقرة﴿ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ﴿٢٣١

البقرة﴿ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ﴿٢٣٢

البقرة﴿ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴿٢٣٣

البقرة﴿ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ﴿٢٣٣

البقرة﴿ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴿٢٣٤

البقرة﴿ وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿٢٣٥

البقرة﴿ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ﴿٢٣٦

البقرة﴿ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤١

البقرة﴿ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ﴿٢٧٣

آل عمران﴿ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ ﴿١٠٤

آل عمران﴿ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ﴿١١٠

ان آیات کا سیاق و سباق دیکھا جا سکتا ہے سمجھا جا سکتا ہے کہ معروف کیا ہے- مشرک کے کلچر کی ہر بات و رسم غیر اسلامی نہیں ہے یہ آیات اس پر دال ہیں